العصر اسلامک ریسرچ جرنل

AL-ASR Islamic Research Journal

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan
E-ISSN 2708-2566 P-ISSN2708-8786
Vol.02, Issue 03 (July-September) 2022
HEC Category "Y"
https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index

Title Detail

Urdu/Arabic:مکتبہ نول کشور کی علمی اور دینی خدمات

English: **Academic and Religious Services of Maktaba Nowl Kishore**

Author Detail

1. Dr. Imrana Shahzadi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad
Email: drimrana@gcwuf.edu.pk

2. Anum Jafar
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad

How to cite:
Dr. Imrana Shahzadi, and Anum Jafar. 2022. " مکتبہ نول کشور کی علمی اور دینی خدمات: Academic and Religious Services of Maktaba Nowl Kishore". AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (3). https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/69.

Copyright Notice:
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

مکتبہ نول کشور کی علمی اور دینی خدمات

Academic and Religious Services of Maktaba Nowl Kishore

Dr. Imrana Shahzadi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad
Email: drimrana@gcwuf.edu.pk

Anum Jafar
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad

Abstract

Maktaba Nowl Kishore was started in1858. The name of its founder was Munshi Nowl Kishore, who was born in 1836 in the village of Laga in Mathura. The school was named Nowl Kishore after him. Publication of comprehensive and authentic books was the motto of Maktaba Nowl Kishore. Maktaba Nowl Kishore had a vast treasury of Islamic information. More than 6000 books have been published from this school. This school published a collection of very authentic and correct books on Quran, Hadith, Fiqh and Fatawa. Apart from Quran and Hadith, he brought out several editions of Torah and Injeel and also published Urdu translations of Ramayan, Bhagwat Gitaa Mahabharata, holy books of hindu religion. Munshi Nowl Kishore translated Arabic, Persian, Sanskrit and English high level and standard books into Urdu. There is an urgent need to bring their great achievements to the public.

Keywords: Maktaba Nowl Kishore, Services of Maktaba Nowl Kishore, Munshi Nowl Kishore, Services of Nowl Kishore

لائبریری کے معنی ومفہوم

لائبریری "لاطینی" زبان کا لفظ ہے جو "لائبر" (Libra) سے نکالا ہے ایسی جگہ جہاں کتابوں، رسالوں، اخباروں اور معلوماتی مواد کو جمع کیا جاتا ہے کتب خانہ ایک ایسا مرکز ہے جہاں کتابوں کی شکل میں انسانی خیالات، مشاہدات، اور تجربات کی حفاظت کی جاتی ہے تاکہ ایک شخص کے خیالات سے نہ صرف اس کی نسل کے ہزاروں افراد بلکہ اس کے بعد آنے والی نسلوں کے افراد بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ لائبریری ایسا عظیم مقام ہے جہاں ہزاروں سالوں کا فکری، علمی اثاثہ لاکھوں بلکہ کروڑوں علم ودانش کی ذہنی اور علمی کاوشوں کا حاصل ہوتا ہے۔[1]

علمی دانشوروں کی کاوشوں کا ذخیرہ کرنے کے لیے لائبریریوں کا قیام عمل میں آیا، جہاں حوالوں مواد جیسے انسائیکلوپیڈیا، لغات، اٹلس، اعداد و شمار، سال کتب، دوسروں کے درمیان، قابل رسائی اور جامع جگہ پر گروہ بندی کئے جاتے ہیں۔[۲]

لائبریریوں کی تاریخ

کتب خانوں کی تاریخ بہت پرانی ہے، اکثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کتب خانوں کی ابتداء کاغذ اور چھپائی کی ایجاد کے بعد ہوئی۔ یہ بلکہ غلط خیال ہے کیونکہ کتب خانوں کی ابتداء انسانی تہذیب کی ابتداء کے ساتھ ہی ہو گئی تھی کیونکہ رئیس احمد صمدانی لکھتے ہیں:

"کتب خانوں کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسانی تہذیب کی تاریخ۔"[۳]

تاریخ کے اوراق پلٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لائبریریوں کا آغاز اس وقت ہوا جب انسان کے پاس لکھنے کے لیے کاغذ قلم نہ تھا وہ چمڑے مٹی تختیوں اور ہڈیوں پر تحریر کرتا تھا۔ اس کے بعد کتاب کا وجود پیدا ہوا۔

قطب الدین انجار لکھتے ہیں:

"ہزاروں سال قبل از اسلام سے دنیا میں کتاب کا وجود پایا جاتا ہے اور تاریخ بڑے بڑے کتب خانوں سے واقف ہے۔"[۴]

قدیم کتب خانے

- آشور بنی پال
- اسکندریہ
- پرگامم

لکھنو کے کتب خانے

- مکتبہ مصطفائی
- مکتبہ علوی
- مکتبہ مرتضوی
- مکتبہ نظامی
- مکتبہ مظہر العلوم
- مکتبہ نولکشور کا قیام

مکتبہ نولکشور کا قیام

مکتبہ نولکشور کا قیام ۱۸۵۸ء میں ہندوستان کے شہر لکھنو میں ہوا۔ اس کے مکتبہ کے بانی کا نام ''منشی نولکشور'' تھا۔

۱۸۵۸ء کے اوائل میں منشی صاحب لکھنو پہنچے اور ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لیا جہاں چند ہنڈ پریس اور پتھر خرید کر مطبع قائم کیا۔ اور پھر کچھ دنوں بعد انہوں نے راجہ سنگھ کی کوٹھی میں مناسب جگہ حاصل کرلی اور پریس کو وہاں منتقل کر دیا۔

ابتداء میں سرمایہ کی کمی کے باعث منشی صاحب نے ہینڈ پریس (دستی پریس) لگاتے تھے۔ کیونکہ نہ تو اس وقت پریس کی کوئی بڑی مشین آسانی سے دستیاب ہوتی تھی اور نہ منشی صاحب کے پاس اتنا سرمایہ تھا کہ وہ مشینیں خرید سکتے۔

انہوں نے شروع میں لاہور کے تجربات سے فائدہ اٹھایا اور چھوٹی چھوٹی مذہبی کتابیں، بچوں کے قاعدے وغیرہ چھاپے جن کو عوام نے بہت پسند کیا اور بعض دانشوروں نے ان کی حوصلہ افزائی بھی کئی پریس کا سارا کام منشی صاحب خود کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ ان کو مختلف سرکاری محکموں سے چھپائی کے کام بھی ملنے لگے۔ ان کے کام کرنے کے تجربے کو لوگوں نے بھی پہچان لیا تھا۔

خاندانی پس منظر

منشی نولکشور ضلع متھرا کے ریڑھا نامی گاؤں میں دسمبر ۱۸۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام بابو جمنا داس جو کہ ضلع علی گڑھ کے رئیس تھے۔ ان کے پانچ بیٹے تھے ایک نولکشور سے بڑے اور باقی چھوٹے تھے۔ نولکشور ۶ سال تک متھرا اور آگرہ میں رہے۔ جو کہ ان کی والدہ یشودھا دیوی کا وطن تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے آبائی وطن واپس گئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانہ کے رواج کے مطابق ان کی تعلیم مکتب میں ہوئی جہاں انھوں نے عربی زبان سیکھی اور فارسی، درسیات کی کتابیں پڑھی۔

منشی صاحب اپنے بھائیوں کے مقابلے میں زیادہ ذہین اور علم کے شائق تھے۔ دس سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم مکمل کرلی اور ثانوی تعلیم کے لیے آگرہ چلے گئے۔ (۵)

ان کے مضامین کو پسند کیا جانے لگا اور حکومت نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور وظیفہ مقرر کر دیا آہستہ آہستہ ان کا رجحان صحافت نگاری کی طرف بڑھتا گیا اور پھر منشی صاحب نے کالج سے تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیا اور مطالعہ کتب اور مضمون نگاری کا مستقل شغل اختیار کر لیا اردو ادب میں خاصی مہارت حاصل کرلی۔

ہندی، سنسکرت اور انگریزی زبان بھی سیکھ لی اور سترہ سال کی عمر میں شہرت حاصل کرلی۔ (۶)

یہ اُن کی صحافتی زندگی کا آغاز تھا۔ منشی نولکشور نے اخبار ''سفیر آگرہ'' میں ایک سال تک کام کیا۔(۷)

اخبار ''سفیر آگرہ'' سے منشی جی کے تعلق کے بارے میں ان کے ہم عصروں میں اختلاف ہے۔ اودھ ریویو کے اڈیٹر منشی رام جی داس نے لکھا ہے:

''آپ بڑے ذہین اور طباع تھے۔ آپ کو اخبار اور کتب کا شوق آگرہ میں ہوا تھا۔ آپ نے سولھویں سال کالج چھوڑا اور اخبار انکالا۔''(8)

ولادت اور تعلیم تربیت

منشی نولکشور ضلع متھرا کے ریڑھا نامی گاؤں میں دسمبر ۱۸۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام بابو جمنا داس جو کہ ضلع علی گڑھ کے رئیس تھے۔ ان کے پانچ بیٹے تھے ایک نولکشور سے بڑے اور باقی چھوٹے تھے۔ نولکشور ۶ سال تک متھرا اور آگرہ میں رہے۔ جو کہ ان کی والدہ یشودھا دیوی کا وطن تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے آبائی وطن واپس گئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانہ کے رواج کے مطابق ان کی تعلیم مکتب میں ہوئی جہاں انھوں نے عربی زبان سیکھی اور فارسی، درسیات کی کتابیں پڑھی۔

منشی صاحب اپنے بھائیوں کے مقابلے میں زیادہ ذہین اور علم کے شائق تھے۔ دس سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم مکمل کر لی اور ثانوی تعلیم کے لیے آگرہ چلے گئے۔(۹)

جہاں انہوں نے آگرہ کالج میں داخلہ لیا اور پانچ سال تک محنت اور لگن سے علم میں مصروف رہے۔ کتابوں کا مطالعہ ہی ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ اور پھر اسی زمانہ میں مضمون نگاری کا شوق پیدا ہوا اور لکھنے کی مشق شروع کر دی۔

تھوڑے عرصہ بعد ان کے مضامین ''سفیر آگرہ'' میں شائع ہونے لگ گئے۔ جو کہ اس زمانہ میں شمالی ہندوستان کا ایک مشہور اور بااثر اخبار سمجھا جاتا تھا۔

ان کے مضامین کو پسند کیا جانے لگا اور حکومت نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور وظیفہ مقرر کر دیا آہستہ آہستہ ان کا رجحان صحافت نگاری کی طرف بڑھتا گیا اور پھر منشی صاحب نے کالج سے تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیا اور مطالعہ کتب اور مضمون نگاری کا مستقل شغل اختیار کر لیا اردو ادب میں خاصی مہارت حاصل کر لی۔

ہندی، سنسکرت اور انگریزی زبان بھی سیکھ لی اور سترہ سال کی عمر میں شہرت حاصل کر لی۔(۱۰)

یہ اُن کی صحافتی زندگی کا آغاز تھا۔ منشی نولکشور نے اخبار ''سفیر آگرہ'' میں ایک سال تک کام کیا۔(۱۱)

اخبار ''سفیر آگرہ'' سے منشی جی کے تعلق کے بارے میں ان کے ہم عصروں میں اختلاف ہے۔ اودھ ریویو کے اڈیٹر منشی رام جی داس نے لکھا ہے:

''آپ بڑے ذہین اور طباع تھے۔ آپ کو اخبار اور کتب کا شوق آگرہ میں ہوا تھا۔ آپ نے سولھویں سال کالج چھوڑ اور اخبار انکالا۔''(۱۲)

شادی اور اہل وعیال

اُس زمانے کے عام رواج کے مطابق منشی نولکشور کی شادی کم سنی میں ہوگئی تھی۔ ان کی بیوی کا نام سرسوتی کور تھا جو کہ قصبہ ریہڑ کے ایک زمیندار کی بیٹی تھی اور نہایت نیک دل اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ منشی صاحب نے مکتبہ کے قیام کے بعد لکھنؤ میں مستقل سکونت اختیار کرلی ان کی بیوی اور ان کا خاندان بھی وہی قیام پذیر ہوئے۔

۱۸۶۲ء میں ان کے یہاں ایک فرزند پیدا ہوا۔ اس کی ولادت سے منشی صاحب بہت خوش ہوئے۔ منشی جی کے بیٹے کے پیدائش پر ان کے اعزا اور احباب کے علاوہ مکتبہ کے ملازمین نے بھی مختلف طریقوں سے اظہار مسرت کیا۔ شاعروں نے قطعات تاریخ ولادت اور نظمیں لکھیں جو کہ اودھ اخبار میں شائع کی گئیں۔

مگر افسوس! منشی صاحب کی یہ خوشی زیادہ دیر تک نہ رہی اور ان کا اکلوتا بیٹا کم عمری میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ منشی نولکشور کی تین بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک ۱۲۸۲ء ہجری میں وفات پا گئی۔ لیکن وفات کے وقت ان کی عمر نہ معلوم ہو سکی۔

دو بیٹیوں نے ان کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ان میں سے ایک لڑکی کا نام ''سرجو بی بی'' تھا جس کی شادی ۱۸۶۵ء جے پور سے کی تھی۔

منشی صاحب کی دوسری بیٹی ''مندر بی بی'' تھی جس کی شادی لکھنؤ کے ایک معزز خاندان میں کی تھی۔ منشی صاحب کو اپنی یہ دونوں بیٹیاں بہت عزیز تھیں اور دونوں نے طویل عمر پائی۔

منشی نولکشور نرینہ اولاد سے محروم رہے۔ اس لیے انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی ''سیوک رام'' سے اس کے بیٹے ''پراگ نرائن'' کو گود لے لیا، جو کہ ویدک دھرم کے مطابق ان کے بیٹے اور وارث قرار پائے۔(۱۳)

مسلمان خاتون سے شادی

منشی نولکشور نے دوسری شادی ایک مسلمان خاتون سے کی جو راجہ اجودھیا کی کوٹھی جو کہ ''رکاب گنج'' میں واقع تھی وہاں رہتی تھی۔ بعد میں یہ کوٹھی منشی صاحب نے خرید لی تھی۔ اس بات کی تصدیق نہ ہو سکی کہ یہ شادی کس مذہب کے قانون کے مطابق ہوئی لیکن مستند زبانی روایات سے اس شادی کی صحت میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ زمانہ شیر خوارگی میں پراگ نرائن کی نشوونما اور تربیت اسی بیگم صاحبہ کے زیر سایہ ہوئی۔ ان کی عادات و

اطوار میں بیگم صاحبہ کا گہرا اثر تھا۔ اس زمانہ میں منشی صاحب کی پہلی بیوی "سر سوتی کور" بھی موجود تھی لیکن پراگ نرائن کی تربیت ان کے سپرد نہ کی گئی۔

غالباً منشی صاحب ان کی تربیت لکھنؤ کی روایتی تہذیب و معاشرت کے زیر سایہ کرانا چاہتے تھے۔ اور اس کے لیے لکھنؤ اور اودھ سے باہر رہنے والی خواتین کے زیر سایہ تربیت پانا حصولِ مقصد سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی سلسلہ میں ایک مشہور واقعہ جو بہت اہمیت رکھتا ہے:

کہ جب پراگ نرائن کی شادی لکھنو کے ایک معزز عہدہ دار کی لڑکی سے طے ہوئی تو لڑکی کے گھر والوں نے اس بات پر اعتراض کیا کہ لڑکا ایک مسلمان عورت کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ اس لیے یہ شادی نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلہ میں طویل بحث و تکرار کے بعد صلح صفائی ہوئی اور شادی کی رسومات ادا کی گئی۔

منشی صاحب کے تعلقات بیگم صاحبہ سے ہمیشہ خوشگوار تھے۔ ان کا اصل نام معلوم نہ ہو سکا لیکن وہ بیگم صاحبہ کے نام سے مشہور تھی۔ منشی پراگ نرائن بھی ان کا بہت احترام کرتے تھے ان کی آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتے اور روزانہ ان کی خدمت میں حاضر ہونا لازم سمجھتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی تدفین "رکاب گنج" کے قریبی قبرستان میں ہوئی۔ اور منشی جی کی پہلی بیوی سرسوتی کور نے ۱۹۰۱ء میں وفات پائی۔"(۱۴)

اخبار کوہ نور سے تعلق اور قیام لاہور

بحیثیت مضمون نگار منشی صاحب کو خاصی شہرت حاصل ہوئی۔ اس زمانہ میں لاہور سے اخبار کوہ نور نکل رہا تھا۔ جو باوقار اخبار سمجھا جاتا تھا۔ کوہ نور اخبار ۱۴ جنوری ۱۸۵۰ء کو ہفتہ وار جاری ہوا تھا اور ہر پیر کو بارہ صفحات پر نکلتا تھا۔

منشی ہر سکھ رائے منشی نولکشور کی ذہانت سے بہت متاثر ہوئے اور ان کو لاہور آنے کی دعوت دی جس کو انہوں نے صحافت نگاری کی تکمیل کی خاطر قبول کر لیا اور لاہور چلے گئے۔ اور مکتبہ کوہِ نور کا سارا کاروبار رفتہ رفتہ ان کی نگرانی میں آگیا۔

منشی نولکشور نے اپنی ذہانت کی بدولت مکتبہ اور اخبار دونوں کی ترقی میں پوری توجہ صرف کر دی۔ ہر سکھ رائے کو ایک مقدمہ کے سلسلے میں سزائے قید ہو گئی اور ان کی عدم موجودگی میں منشی صاحب نے سارا کاروبار تنہا سنبھال لیا اور ساتھ ہی ہر سکھ رائے کو رہا کرانے کی جدوجہد شروع کر دی اور اس میں کامیاب ہو گئے۔

عوام و خواص میں ان کے خلوص اور دیانت داری نے ان کی عزت کو پہلے سے زیادہ بڑھا دیا۔

منشی صاحب لاہور میں چار سال رہے جبکہ ان کی عمر کا اکیسواں سال شروع ہو چکا تھا اور ۱۸۵۷ء کی تحریک جنگ آزادی کا آغاز بھی ہو گیا تھا۔ منشی صاحب کے خیالات میں بھی انقلاب برپا ہو رہا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف

جہالت و افلاس کا دور دورہ تھا۔ نئی تہذیب جنم لے رہی تھی اور اخلاقی قدریں دم توڑ رہی تھی جس میں مغربی تہذیب و تمدن کے اثرات نمایاں تھے۔

عوام الناس اس نئی اور مغربی تہذیب کو قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ منشی نولکشور ایک صحافی کے طور پر تمام حالات کا گہرائی سے جائزہ لے رہے تھے۔ ان کے دل میں ملک و قوم کی خدمت کرنے کا جذبہ موجود تھا جس کو وہ عملی جامہ پہنانے کے لیے بے چین تھے۔

اس لیے انہوں نے کوہِ نور میں ملازمت ترک کر دی اور اپنا مکتبہ کھولنے اور اخبار جاری کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور اس سلسلہ میں آگرہ واپس جانے کا سوچا لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کے باعث راستے خطرناک تھے۔ اس لیے وہ چند دن کے انتظار کے بعد واپس آگرہ پہنچ گئے۔ لیکن آگرہ کے حالات سازگار نہ تھے جہاں وہ رہ کر اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنائے اس لیے انہوں نے لکھنؤ کا رُخ کیا۔

مکتبہ کی ترقی و خدمات

۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت کے بعد اگر سرسید احمد خان اور نولکشور ہندوستان کے تمدنی ورثے اور ذہنی بیداری کی حفاظت نہ کرے تو شاید ہندوستان آج ترقی کی دوڑ میں اس طرح جدید اقوام کے ساتھ شانے سے شانہ جوڑ کر نہ بڑھ سکتا۔ سرسید مغرب کے نقش قدم پر چلنے میں ہندوستان کی نجات سمجھتے تھے۔ اسی لیے علی گڑھ تحریک چلائی… اگر نولکشور ان بیش بہا خزانوں کا کھوج لگا کر طباعت کے ذریعہ انہیں زندہ جاوید بنا دیتے تو ۱۸۵۷ء کے بعد کی گڑبڑ میں ان کی تباہی یقینی تھی۔ یہ ہمارے تمدن کا اتنا زبردست نقصان ہوتا کہ جس کی تلافی ممکن نہ تھی۔[۱۵]

منشی صاحب کا اولین مقصد ایک اخبار کا اجراء تھا منشی نولکشور نے طباعت کی ابتداء چھوٹی چھوٹی درسی کتابیں اور سرکاری دفاتر کے کاغذات سے کئی، لکھنو کا انگریز کمشنر ایبٹ منشی صاحب پر بہت مہربان تھا وہ ان کی بعض تحریروں کی تصدیق بھی کرتا اور منشی صاحب کی حوصلہ افزائی بھی کرتا۔

اسی طرح منشی صاحب کو سرکاری دفاتر کے فارم اور دوسرے چھوٹے چھوٹے کاغذات طباعت کے لیے ملنے لگے۔ اس کے بعد مکتبہ کو اتنا نفع ہوا کہ اس نے ضروری کتابوں کی طباعت و اشاعت میں اضافہ شروع کیا۔

مکتبہ نول کشور کی شاخیں

کانپور

منشی نول کشور نے مکتبہ کے قیام کے بعد اس کو وسعت دینے کا عزم کیا۔ حالات سازگار تھے لکھنؤ کے بعد انہوں نے کانپور میں مکتبہ کی شاخ قائم کی اور اس میں طباعت اور اشاعت کا کام بڑے پیمانے پر جاری کیا۔

اس مکتبہ کے لیے انہوں نے دستی پریس کے علاوہ مشینی پریس کا انتظام کیا۔ اچھے، دیانت دار اور قابلِ اعتماد کارکن مقرر کیے۔

کانپور میں مکتبہ کی شاخ لکھنؤ کے بعد سب سے بڑی تھی۔ وہاں پریس کے علاوہ بک ڈپو اور کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ منشی صاحب نے اپنے مکتبہ کے انتظام واستحکام سے ضرورت پائی تو سب سے پہلے کانپور میں شاخ قائم کی۔

لاہور

منشی صاحب لاہور سے جذباتی تعلق رکھتے تھے۔ لاہور میں ہی انہوں نے چار سال رہ کر کاروبار اور صحافت کی عملی تربیت حاصل کی۔ انہوں نے لاہور میں مکتبہ کی شاخ قائم کی جس کا نام "اسٹیم پریس" تھا اس کے ساتھ لوہاری گیٹ کے اندرونی بازار میں بک ڈپو بھی قائم کیا۔

پٹیالہ

منشی صاحب کی کوشش سے پٹیالہ میں مکتبہ کی شاخ قائم ہوئی اور کتابوں کی فروخت کے لیے بک ڈپو بھی قائم کیا۔ مکتبہ نولکشور پٹیالہ سے شائع ہونے والی نیک مختلف کتب خانوں سے نظر آتی تھی۔ مولوی رونق علی جو کہ اودھ اخبار کے اڈیٹر تھے۔ ان کی وفات کے بعد غالباً پٹیالہ کا مکتبہ بند ہو گیا تھا۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کب تک جاری رہا۔ اس سلسلے میں لکھنو کے مرکزی دفاتر میں کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے جس سے کوئی قطعی بات معلوم ہو سکتی۔

اجمیر

اجمیر شریف (راجستھان) میں مکتبہ نولکشور کی بڑی شاخ تھی۔ اس میں اشاعت کا کام زیادہ ہوتا تھا مختلف قسم کی مشینیں نصب تھی، سرکاری، سکولوں، کالجوں کی نصابی کتب اور سرکاری دفاتر کے کاغذات شائع ہوتے تھے۔ اس مکتبہ میں تقریباً پچاس (۵۰) آدمی کام کرتے تھے۔ یہ مکتبہ ۱۹۵۰ء کے بعد وارثانِ مکتبہ کے باہمی اختلافات کے باعث بند ہوا۔ [۱۶]

دیگر شاخیں

منشی صاحب نے طے کیا کہ ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں مکتبہ کی شاخیں قائم کر دی جائے تو لوگوں کی ضرورت کے وقت ہر جگہ سے کتابیں باآسانی میسر ہو۔ اس طرح پریس بھی قائم کی۔ سب سے پہلے انہوں نے ہر صوبہ کی راجدھانی میں مکتبہ کی شاخیں کھولنے کا اہتمام کیا۔

کلکتہ اور بعض دوسروں شہروں میں بھی ایجنسیاں قائم کی اور آخر میں لندن میں بھی ایک ایجنسی قائم کی جس کو شاخ بنانے کا ارادہ تھا لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور ان شاخوں کی تکمیل نہ ہو سکی۔ [۱۷]

منشی نولکشور کی بلند نظری اور بے تعصبی

منشی نولکشور مذہباً ہندو تھے اور اپنے عقائد و اعمال میں پختہ تھے لیکن دوسرے مذاہب کی عزت کرتے بحیثیت انسان بہت بلند نظر اور مذہبی تعصب سے بے نیاز تھے۔ وہ ہندوستان میں موجود تمام مذاہب کی قدر و منزلت کو پہچانتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے ہر مذہب کی کتابوں کی طباعت و اشاعت کی طرف توجہ دی۔

ان کا اہم نقطہ نظر تجارت تھا انہوں نے ہر اس چیز پر بھرپور توجہ دی جس کی زیادہ مانگ تھی۔ قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کا خاصہ اہتمام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے احادیث اور قرآن کی تفسیر کی بہت سی کتابیں شائع کیں۔ اسی کے ساتھ ہندو مذہب کی مقدس کتابیں۔ رامائن، بھاگوت گیتا اور مہابھارت کو بھی طبع کرواتے تھے۔ سکھوں کی مذہبی کتاب کو گورمکھی زبان میں شائع کیا۔(۱۸) اسی طرح تورات اور انجیل کے متعدد ایڈیشن بھی منظر عام پر لائے۔ منشی صاحب نے اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے ان مذہبی کتب پر پہلے سے زیادہ توجہ صرف کی جن کی عام طور پر ملک میں مانگ تھی۔

قرآن مجید کی طباعت کا خاص اہتمام

قرآنِ پاک کے تقدس اور اس کی اہمیت سے منشی صاحب بخوبی واقف تھے۔ انھوں نے اس کی طباعت کا آغاز نہایت اہتمام اور احترام سے کیا اور سب سے پہلے قرآنِ مجید کی کتابت مشہور عالم ہادی علی اشک سے کرائی۔ ان کے لکھے ہوئے کئی قرآنِ مجید مکتبہ نولکشور نے شائع کیے۔

ان کے علاوہ چھوٹے اور بڑے سائز کے قرآنِ مجید منشی اشرف علی نے لکھے۔ منشی صاحب نے کاتبوں کو ہدایت کی تھی کہ کتابت باوضو ہو کر کریں اور جس جگہ کاتب بیٹھتے تھے وہاں صاف ستھرا فرش بچھا رہتا تھا۔ دیکھ بھال کے لیے ملازم موجود رہتے تھے اور کتابت کی صحت عالموں اور حافظوں سے کرائی جاتی تھی، جن کی خدمات منشی صاحب نے مستقل طور پر حاصل کر لی تھی۔

ناصر کاکوروی نے لکھا ہے:

"لکھنؤ میں جس قدر مشہور حافظ، عالم، مورخ، ادیب اور شاعر اس مطبع میں بیک وقت جمع ہو گئے تھے۔ ہندوستان کے کسی دوسرے مطبع کو نصیب نہ ہوتے۔"(۱۹)

منشی صاحب، حافظوں، عالموں اور خوش نویسوں کی ان کے مرتبہ کے مطابق قدر و منزلت میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ قرآن پاک کی طباعت کے سلسلہ میں ان کی خاص ہدایت تھی کہ پریس میں کاغذ لگانے والے اور دوسرے کارکن باوضو ہوں۔ مشین کے چاروں طرف پاک و صاف چادریں بچھا کر کام شروع کیا جائے تاکہ کوئی کاغذ

کا ٹکڑا زمین پر نہ گرے۔ مشینوں کو بھی صاف ستھرا کرا دیتے تھے اور جب قرآن مجید کی طباعت شروع ہوتی تو منشی صاحب خود مشین کے قریب صاف فرش پر بیٹھ جائے اور اپنی رانوں پر ایک صاف ستھری چادر ڈال لیتے تھے۔ اس کے بعد قرآنِ مجید کی کتابت اور پروف دیکھتے اور پھر ایک نظر ڈال کر صحت کرنے والوں میں تقسیم کر دیتے۔ قرآن مجید کی طباعت میں زیادہ تر مسلمان ملازمین کو شامل کرتے تھے۔

قرآن مجید کے اس قدر احترام کے باعث ان کے کاروبار میں برکت اور ترقی ہوئی۔ منشی صاحب نے اپنی زندگی میں پندرہ سے زیادہ مضموں کے قرآن مختلف سائز پر شائع کیے۔ منشی صاحب نے قرآنِ مجید کا ہدیہ بہت کم رکھا تھا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ جو ایڈیشن نکلتا وہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتا اسی طرح شہر کے علاوہ دور دراز کے قصبوں اور گاؤں میں غریب مسلمانوں کے گھر گھر قرآن مجید پہنچ گیا۔ بچوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے میں آسانی ہو گئی۔ اس مکتبہ کے قرآن مجید افغانستان، ہندوستان کے علاوہ ایران اور چین، ترکستان کے علاقوں تک بکثرت جاتے تھے۔

مکتبہ نولکشور نے اپنی زندگی میں پندرہ سے زیادہ قرآن مجید مختلف سائز پر شائع کئے جن میں کچھ تراجم بھی تھے۔ اس مکتبہ کے شائع شدہ قرآنِ مجید ہندوستان کے علاوہ ایران، افغانستان، ترکستان اور چین کے علاقوں میں پائے جاتے تھے۔ ان قرآن مجید کا ہدیہ بہت کم رکھا جاتا تھا اس لیے جب بھی کوئی ایڈیشن نکلتا وہ ہاتھوں ہاتھ بک جاتا تھا۔

یہاں ان مطبوعہ نسخوں کی فہرست درج کی جا رہی ہے جو کہ منشی صاحب کی زندگی میں شائع ہوئے اور تین سے چار نسخے ایسے بھی ہے جن کی اشاعت کا اہتمام انہوں نے کیا تھا لیکن ان کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکے۔ ان میں سے چند قرآن مجید اور مترجم اس قدر مقبول ہوئے کہ ان کی اشاعت لاکھوں کی تعداد میں ہوئی اور ان کی طباعت کا کام اس وقت تک جاری رہا جب تک ۱۹۹۵ء میں مطبع باہمی اختلاف کے باعث تقسیم نہیں ہو گیا۔[۲۰]

منشی نولکشور کی زندگی میں شائع ہونے والے قرآن مجید کے نسخوں کی فہرست درج ذیل ہے:

فہرست قرآن مجید، مطبوعہ مکتبہ نولکشور ۱۸۲۱ تا ۱۸۹۶ء

قرآن مجید جلی قلم	کاتب	مولوی ہادی علی
قرآن مجید	کاتب	منشی اشرف علی جواہر رقم
قرآن مجید	کاتب	منشی حامد علی
قرآن مجید نقل نظامی	کاتب	حامد علی سیاہ لوح حواشی
قرآن مجید متوسط قلم		حامد علی
قرآن مجید جلی قلم		اشرف علی

قرآن مجید چوب قلم قلاں	مولانا عبد الحق حقانی دہلوی
قرآن مجید	اشرف علی
حمائل قرآن مجید	منشی اشرف علی
مماثل قرآن مجید	شاہ عبد القادر دہلوی [۲۱]

کتبِ احادیث

اسلامی علوم میں قرآن مجید اور تفسیر قرآن کے بعد احادیث نبوی کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسی لیے اسلامی مدارس کے اعلیٰ درجات کے نصاب میں احادیث پر توجہ دی جاتی ہے۔ احادیث کی کتابوں میں صحاح ستہ (٦ مستند کتب احادیث) بہت مشہور مجموعے ہیں۔ مکتبہ نولکشور نے ایسی تمام مستند کتب احادیث کو شائع کرا دیا۔ اور اس کے بعد بعض کا اردو ترجمہ بھی کرایا۔ [۲۲]

سنن ابن ماجہ

سنن ابی داؤد

قسطلانی شرح صحیح بخاری

مسلم شریف

اصول کافی

الفروع من الکافی

جامع ترمذی

مشارق الانوار

عناصر الخیرات

زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل

فیاض احمد وجیہہ لکھتے ہیں:

"اگر نول کشور نہ ہوتے تو ہم تخیلاتی ادب کے عظیم ترین کارناموں سے محروم رہ جائے۔ یہ کہنا شاید صحیح نہیں کہ ہمیں اپنے اسلاف کے کارناموں کا علم نہیں لیکن ہم اپنے کلچر ہیرو کو کہانیوں میں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ منشی نول کشور کو میں کلچر ہیرو کے طور پر جانتا ہوں کہ انہوں نے کتابوں کی صورت آب وحیات کے چشمے جاری کیے۔ زبان وادب کی توسیع واشاعت کے جنوں صفات جذبے کی ایک بڑی مثال نولکشور ہے۔ منشی نول کشور نے اردو،

ہندی کے علاوہ فارسی ادبیات کے ذیل میں بھی اتنی کتابیں شائع کیں کہ وہ ایران میں بھی اسی طرح پہچانے گئے جس طرح ہندوستان میں۔ ان کے مطبع کی کتابیں دنیا کی تمام اہم لائبریوں میں موجود ہیں اور ان کی بیش بہا خدمات کو خوب سراہا گیا۔"(۲۳)

رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں:

"منشی صاحب موصوف ۱۸۳۶ء میں بستوئی ضلع علی گڑھ میں پیدا ہوئے ان کے دادا منشی بالمکند آگرہ میں سرکاری خزانچی تھے اور والد منشی جمنا داس بھی کاروبار کرتے تھے۔ منشی نول کشور ایک خود ساختہ آدمی تھے اور بچپن سے ہی تجارت کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے ان کو اخبارات سے بڑا لگاؤ تھا۔ منشی ہر سکھ رائے کی ماتحتی میں اخبار کوہِ نور لاہور میں کچھ عرصہ تک رہے جہاں ان کو چھاپہ خانہ وغیرہ کے حالات کا بہت وسیع تجربہ ہو گیا۔ غدر کے بعد ملازمت ترک کر کے لکھنو آگئے جہاں ۱۸۵۸ء میں سر رابرٹ منٹگمری اور کرنل ایبٹ کی سرپرستی میں اپنا مطبع کھولا۔ ان کے کام کو روز افزوں ترقی ہوئی گئی، ان کی قابلیت ان کی دیانت داری ان کی پابندی اصول سے یہ مطبع تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان کیا بلکہ ایشیا کے سب سے بڑے مطابع میں شمار کیا جانے لگا۔"(۲۴)

منشی نولکشور کی زبانی

اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ یہ مطبع اسی ایک صحبت معقول انجمن گاہ علم و ہنر ہے جس کو اہل دانش غنیمت سمجھیں اور دیکھ کر خوش ہوں۔۔۔

تہذیب، حسن ترتیب، تصحیح، چھاپے کی صفائی، خوش خطی، اور اور سب امور کچھ ہمارے بیان کے محتاج نہیں۔ خود مرزا غالب بھی اسی مطبع کو اپنے خطوط میں خراجِ تحسین پیش کر چکے ہیں۔

غالب نے یوں ہی نہیں کہا تھا کہ:

"خالق نے ان کو زہرہ کی صورت اور مشتری کی سیرت دی ہے۔"(۲۵)

مرزا اسد اللہ خاں غالب نے لکھا:

"لکھنؤ کے چھاپے خانے نے جس کا دیوان چھاپا اس کو آسمان پر چڑھا دیا۔"(۲۶)

اودھ کے چیف کمشنر ویل فلیڈ نے ۱۸۲۱ء میں حکومت کو لکھا:

"منشی نولکشور" بڑے لائق شخص ہیں اور اودھ میں ان کا مطبع سب سے اچھا ہے۔"(۲۷)

جناب عمر انصاری منشی نولکشور کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علم و ادب سے کیوں نہ عبارت ہو ان کا نام
علم و ادب کے باب تھے منشی نولکشور(۲۸)

انتظار حسین نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"منشی نولکشور ہی کے زمانے میں کتنے ناشر نمودار ہوئے؟ کتنی انھوں نے کتابیں چھاپیں، کتنی دولت کمائی مگر نولکشور میں وہ کیا وصف تھا کہ ان کا ادارہ ایک مثال بن گیا اور جو کتاب شائع کی اسے با معنی کتاب ہونے کی سند مل گئی اور کیا کمال کا ادارہ تھا کہ مذہب اور ادب دونوں کے ذیل میں اتنا کچھ چھاپ ڈالا کہ مصاحین نو کے انبار لگ گئے۔

"خالی شاعری کے دیوانوں پر مت جایئے۔ اسلامیات کے ذیل میں بھی اتنا کچھ چھاپ ڈالا ہے کہ کیا احادیث اور کیا ملفوضات اور کیا معقولات اور کیا منقولات ہر قسم کی کتاب وہاں سے دستیاب تھی۔"(۲۹)

عزیز احمد نے ایک نئے پہلو کی طرف اشارہ کیا ہے ان کے بقول:

"۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت کے بعد اگر نولکشور ہندوستان کی تمدنی ورثہ اور ذہنی بیداری کی حفاظت نہ کرتے تو شاید ہندوستان آج ترقی کی دوڑ میں اس طرح جدید اقوام کے ساتھ شانہ جوڑ کر نہ بڑھ سکتا۔ ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ کسی بھی قوم کے لیے کتاب و کلچر کو بچائے رکھنے کی ضرورت کیوں ہے۔"(۳۰)

تبصرہ

منشی نول کشور نے تاریخ، جغرافیہ، سائنس، قانون، طب، فلسفہ و حکمت اور سماجی موضوعات پر بہت ساری کتابیں لکھیں۔ یہ ادارہ منشی نول کشور کی ایک عظیم کاوش کا نام تھا۔ منشی نول کشور کی زندگی میں اس مکتبہ کی شاخیں لاہور، پٹیالہ، اجمیر، جبل پور اور کانپور میں قائم ہو گئی تھیں۔ اس ادارے میں اسلامی معلومات کا وسیع ذخیرہ اور عمدہ معیاری کتابیں دستیاب تھیں۔ مکتبہ نول کشور نے دینی اشاعت میں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

تجاویز و سفارشات

مکتبہ نول کشور ۱۹۹۵ء میں باہمی اختلافات کے باعث بند ہو گیا۔ ہندوستان میں اور بھی بہت زیادہ مکتبات موجود ہیں جن کا میں نے اپنے مقالے میں ذکر کیا ہے۔ جن پر پی ایچ ڈی سطح پر کام کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1. ابو معاویہ، محمد منعیم (شعبہ سیرت النبی) مدنی اسلامک ریسرچ سنٹر (المدنیۃ العلمیہ) ۱۴ رجب المرجب، ۱۴۴۲ء، ۲۷ فروری ۲۰۲۱ء

Abu Muavia, Muhammad Muneem (Shuba Seerat un Nabi) Madni Islamic Research Center (Al-Madina-ul-Ilmiya) 14 Rajab ul Mujab, 1442, 27 February 2021

2. https://ur. warbletoncounil.org. 3:45 pm

3. صمدانی، رئیس احمد، ابتدائی لائبریری سائنس، رائل بک ڈپو، کمپنی، کراچی، ۱۹۸۲، ص ۳۷

Samdani, Raees Ahmad, Ibtidai Library Science, Royal Book Depot, Company, Karachi, 1982, P.37

4. انجار، قطب الدین، اسلام اور ذرائع ابلاغ، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۱۲

Anjar, Qutab ul Deen, Islam aur Zaray Iblagh, Idarah Maraf Islami, Lahore, 1992, P.112

5. نورانی، امیر حسن، سیّد، منشی نولکشور حالات وخدمات، ادارہ مکتبہ صبح ادب، اُردو بازار، دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۲۳

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Munshi Naol Kishore Halat-o-Khidmat, Idarah Maktaba Subah Adab, Urdu Bazar, Dehli, 1982, P.23

6. ایضاً، ص ۲۳

Ibid. P.23

7. عبدالرحمان ہاشمی، پروفیسر، نول کشور اوران کا عہد، شعبہ اُردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء، ص ۲۳

Abdul Rehman Hashmi, Prof. Naol Kishor aur Un ka Ahad, Department of Urdu, Jamia Miliya Islamia, New Dehli, 2004, P.23

8. نورانی، امیر حسن، سیّد، سوانح منشی نولکشور، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۵ء، ص ۶۲

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Sawanih Munshi Naol Kishore, Khuda Baksh Public Library, Patna, 1995, P.62

9. نورانی، امیر حسن، سیّد، منشی نولکشور حالات وخدمات، ادارہ مکتبہ صبح ادب، اُردو بازار، دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۲۳

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Munshi Naol Kishore Halat-o-Khidmat, Idarah Maktaba Subah Adab, Urdu Bazar, Dehli, 1982, P.23

10. ایضاً، ص ۲۳

Ibid. P.23

11. عبدالرحمان ہاشمی، پروفیسر، نول کشور اوران کا عہد، شعبہ اُردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء، ص ۲۳

Abdul Rehman Hashmi, Prof. Naol Kishor aur Un ka Ahad, Department of Urdu, Jamia Miliya Islamia, New Dehli, 2004, P.23

12. نورانی، امیر حسن، سیّد، سوانح منشی نولکشور، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۵ء، ص ۶۲

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Sawanih Munshi Naol Kishore, Khuda Baksh Public Library, Patna, 1995, P.62

13. ایضاً، ص ۳۱

Ibid. P.31

14. ایضاً، ص ۳۳

Ibid. P.33

15. زبدۃ العلماء، سید آغا مہدی، تاریخ لکھنو، چاپ کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۱۹۲

Zabdat-ul-Ulma, Syed, Agha Mehdi, Tareekh Lakhnow, Chap Karachi, 1976, P.192

16. نورانی، امیر حسن، سید، منشی نولکشور حالات و خدمات، ادارہ مکتبہ صبح ادب، اردو بازار، دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۲۶

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Munshi Naol Kishore Halat-o-Khidmat, Idarah Maktaba Subah Adab, Urdu Bazar, Dehli, 1982, P.26

17. ایضاً، ص ۷۱

Ibid. P.71

18. ایضاً، ص ۳۶

Ibid. P.36

19. نورانی، امیر حسن، سید، سوانح منشی نولکشور، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۵ء، ص ۶۱

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Sawanih Munshi Naol Kishore, Khuda Baksh Public Library, Patna, 1995, P.61

20. ایضاً، ص ۹۵

Ibid, P.95

21. آر۔ایس۔ورما، تعمیر ہریانہ، اندھرا پردیش اُردو اکیڈمی، بھوپال، ۱۹۹۹ء، ص ۴۲

R. S. Verma, Tameer Haryana, Andhra Perdesh Udu Academy, Bhopal, 1999, P.42

22. شیخ محمد قزوینی، سنن ابن ماجہ، مکتبہ نولکشور، لکھنو، س۔ن

Sheikh Muhammad Qazveni, Sunan Ibn-e-Majah, Maktaba Naol Kishore, Lakhnow

23. نورانی امیر حسن، سیّد، سوانح منشی نولکشور، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۵ء، ص ۹۳۔۹۵

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Sawanih Munshi Naol Kishore, Khuda Baksh Public Library, Patna, 1995, P.93-95

24. https://m.thewireurdu.com/articles/contribution-of-munshi-e-nawal-kishore-as-per-urdu-writers 5:24 PM

25. Ibid 4:35 PM

26. Ibid 10:00 PM

27. آصفہ زمانی، منشی نولکشور اور ان کی ادبی خدمات، رئیس گروہ فارسی، لکھنؤ، ۲۰۰۰ء، ص ۱۰۲

Asifa Zamani, Munshi Naol Kishore Aur in ki Adbi Khidmat, Raees Garoh Farsi, Lakhnow, 2000, P.102

28. امیر حسن نورانی، سوانح منشی نولکشور، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، سن اشاعت ۱۹۹۵ء، ص ۷۴۔۷۵

Noorani, Ameer Hasan, Syed, Sawanih Munshi Naol Kishore, Khuda Baksh Public Library, Patna, 1995, P.74-75

29. https://m.thewireurdu.com/articles/contribution-of-munshi-e-nawal-kishore-as-per-urdu-writers 9:50 PM

30. Ibid 8:50 PM